www.KitaboSunnat.com

تفسیری مباحث کے سلسلے میں — آخری قسط

از: حافظ ثناء اللہ مدنی

تقابلِ ادیان

تورات، زبور، انجیل اور قرآنِ مجید

لفظ قرآن مصدر ہے جس کا معنی ہے "پڑھنا" یہ اللہ عزوجل کی کتاب کا خاص نام ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی جبکہ کسی دوسری آسمانی کتاب کا بطورِ معروف نام قرآن نہیں ہے نیز اس کا اطلاق قرآنِ کریم کے جزو کل سب پر یکساں طور پر ہوتا ہے۔

وجہ تسمیہ قرآن کی وجہ تسمیہ کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں، کسی نے کہا قرأ کا معنی جمع کرنا ہے چونکہ قرآن سابقہ کتبِ الٰہیہ کا حاصل اور مجموعہ ہے چنانچہ صحیح بخاری کے ترجمۃ الباب میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

اَلْمُهَيْمِنُ الْاَمِيْنُ : اَلْقُرْاٰنُ اَمِيْنٌ عَلٰى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهٗ

یعنی قرآن ہر اس کتاب پر امین ہے جو اس سے پہلے تھی۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے فتح الباری میں اس قول کی توجیہ یوں بیان کی ہے:

اِنَّ الْقُرْاٰنَ تَضَمَّنَ تَصْدِيْقَ جَمِيْعِ مَا اُنْزِلَ قَبْلَهٗ لِاَنَّ الْاَحْكَامَ الَّتِيْ فِيْهِ اِمَّا مُقَرِّرَةٌ لِمَا سَبَقَ وَاِمَّا نَاسِخَةٌ وَذٰلِكَ يَسْتَدْعِيْ اِثْبَاتَ الْمَنْسُوْخِ وَاِمَّا مُجَدِّدَةٌ وَكُلُّ ذٰلِكَ دَالٌّ عَلٰى تَفْضِيْلِ الْمُجَدِّدِ[1]

امام راغب اصفہانی نے مزید یوں اضافہ کیا ہے کہ قرآن تمام علوم کا مجموعہ ہے جبکہ ابو عبیدہ رقمطراز ہیں کہ سورتوں کا مجموعہ ہے۔

[1] فتح الباری ج ۹ ص ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزولِ قرآن

قرآن کریم کا نزول اور اس کی تکمیل، رفتہ رفتہ ۲۳ سالوں میں ہوئی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ؁

اور ہم نے قرآن کو جزو جزو کرکے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سناؤ اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اتارا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ؁ (الفرقان: ۳۲)

اور کافر کہتے ہیں کہ اس قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہیں اتارا گیا اس طرح (آہستہ آہستہ) اس لیے (اتارا گیا) کہ اس سے تمہارے دل کو قائم رکھیں اور (اسی واسطے) ہم اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے رہے ہیں۔

آیت ہذا کے تحت بعض مفسرین نے لکھا ہے: اس آیت میں دلیل ہے کہ دیگر آسمانی کتب یکمشت نازل ہوئیں تھیں۔ (احکام القرآن لابی بکر ابن العربی)[1]

قرآن مجید کے اس طرح تدریجاً اترنے کی علماء نے کئی حکمتیں بیان کی ہیں اور خود قرآن حکیم میں بعض کی طرف اشارات ملتے ہیں مثلاً:

(۱) تاکہ لوگوں کو اچھی طرح یاد ہو جائے۔ (وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا) (الاسراء: ۱۰۶)

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجمعی اور ڈھارس بندھانے کی خاطر (لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ؁) الفرقان: ۳۲)

(۳) تحدی اور چیلنج کیلئے مثلاً پہلے اس جیسا قرآن لانے کا پھر دس سورتیں اور آخر میں اس جیسی صرف ایک سورت لانے کا چیلنج کیا۔ اور سورت سے مراد ہے وہ نظم قرآنی جس کی کم از کم تین آیات ہوں۔

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حفظ وفہم کی سہولت کے لیے[1] (لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ؁ اور (اے محمد) وحی کے

[1] التتمة: ۱۶:۱۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے کے لیے اپنی زبان نہ چلایا کرو کہ اس کو جلد یاد کر لو۔ اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمے ہے۔)

۵۔ تاکہ واقعات وحوادثِ زمانہ کے ساتھ مطابقت ہو سکے۔

۶۔ تاکہ شریعت کا یک وقت بوجھ ڈالنے کی بجائے تدریجاً احکام نازل ہوں جن کو قبول کرنا آسان ہو۔ قرآنِ مجید کا نزول لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر رمضان المبارک میں شبِ قدر کو ہوا تھا۔ قرآن کریم میں ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ (البقرۃ: ۱۸۵) (روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اوّل اوّل) نازل ہوا۔ اِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ (الدخان: ۳) کہ ہم نے اس (کتاب) کو مبارک رات میں نازل فرمایا۔ اِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ (القدر: ۱) ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

أُنْزِلَ الْقُرْآنُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا جُمْلَةً وَاحِدَةً ثُمَّ أُنْزِلَ نُجُوْمًا (طبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر قرآنی وحی کا آغاز غارِ حراء میں سورۃ العلق کی ان ابتدائی آیات کے نزول کے ساتھ ہوا:

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

(اے محمدؐ) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے (عالم کو) پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا۔

بعد ازاں تقریباً اڑھائی سال وحی منقطع رہی پھر سورۂ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں اور وحی کا باقاعدہ سلسلہ شروع ہو گیا۔ (ملاحظہ ہو صحیح بخاری باب بدء الوحی)

جمع تدوینِ قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جمع وتدوینِ قرآن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا کام دو طرح سے ہوتا تھا

۱۔ **حفظ**: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً فَكَانَ يُحَرِّكُ بِهٖ لِسَانَهٗ وَشَفَتَيْهِ مَخَافَةَ أَنْ يَنْفَلِتَ مِنْهُ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَهٗ ...... أَنْزَلَ اللّٰهُ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْآنَهٗ۔ — أَنْ نَجْمَعَهٗ فِي صَدْرِكَ

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن اترتے وقت مشقت میں پڑ جاتے تھے پس جب بھی وحی اترتی تو آپؐ اپنے لب ہلاتے رہتے اس لیے آپؐ کو حکم ہوا کہ (وحی اترتے وقت) اس ڈر سے کہ مبادا بھول نہ جاؤ زبان نہ ہلایا کرو، اس کا تمہارے دل میں جما دینا اور اس کا پڑھا دینا ہمارے ذمے ہے۔ جب ہم اس کو پڑھا کریں (یعنی جبریلؑ آپؐ کو پڑھائے) تو جیسے جبریلؑ پڑھ کر سنائے تم بھی اسی طرح پڑھا کرو، پھر یہ بھی ہمارا ہی کام ہے کہ ہم تمہاری زبان سے اس کو پڑھوا دیں گے یا اس کے معنی اور مطلب تجھ پر کھول دیں گے۔

صحابہ کرامؓ آپؐ کی اقتدار میں بصد شوق آیاتِ قرآنیہ حفظ کرتے تھے حدیث میں ہے:

إِنِّي لَأَعْرِفُ رُفْقَةَ الْأَشْعَرِيِّينَ بِاللَّيْلِ حِينَ يَدْخُلُونَ وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِينَ نَزَلُوا بِالنَّهَارِ۔

دوسری روایت میں ہے:

خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَعَنْ سَالِمٍ وَمُعَاذٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ (رواہ البخاری)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طمع و حرص اور ممارست کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کیلئے معلّم قرآن کا اہتمام فرماتے۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بیان ہے:

كَانَ الرَّجُلُ إِذَا هَاجَرَ دَفَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ مِّنَّا يُعَلِّمُهُ الْقُرْآنَ بِمَكَانٍ يُسْمَعُ لِمَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ ضَجَّةٌ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ حَتّٰى أَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّخْفِضُوْا أَصْوَاتَهُمْ لِئَلَّا يَتَغَالَطُوْا (بحوالہ مناهل العرفان للزرقانی)

پھر وہ لوگ جو بئرِ معونہ میں شہید کر دیئے گئے۔ ان کی تعداد ستر تھی اور وہ سب کے سب قراء تھے۔ نیز علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

قُتِلَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ سَبْعُوْنَ مِنَ الْقُرَّاءِ

یعنی جنگ یمامہ میں ستر قاری شہید ہوئے تھے۔

۲۔ **کتابت:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فریضہ کی اہمیت کے پیش نظر چند ایک جلیل القدر صحابہ کرام مثلاً حضرت علیؓ، معاویہؓ، ابی بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ کو کاتبِ وحی مقرر کیا ہوا تھا۔ روایات شاہد ہیں کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ زیدؓ کو حکم فرماتے کہ اسے فلاں سورت میں فلاں جگہ رکھ دو۔

سُوَر اور آیات کی ترتیب بعض اہلِ علم کا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں صرف آیات کی ترتیب تھی لیکن سورتوں کی ترتیب کا صحابہؓ کے دور میں اہتمام کیا گیا۔ شیخ مناع القطان فرماتے ہیں:

وَقُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقُرْآنُ مَحْفُوْظٌ فِي الصُّدُوْرِ وَمَكْتُوْبٌ فِي الصُّحُفِ عَلٰى نَحْوِ مَا سَبَقَ مُفَرَّقُ الْآيَاتِ وَالسُّوَرِ أَوْ مُرَتَّبُ الْآيَاتِ فَقَطْ وَكُلُّ سُوْرَةٍ فِيْ صَحِيْفَةٍ عَلٰى حِدَةٍ۔

(ملاحظہ ہو مباحث فی علوم القرآن صفحہ ۱۲۴)

علامہ بیہقیؒ اور سیوطیؒ کا خیال یہ ہے: کہ سورۃ البراءۃ اور سورۃ الانفال کے علاوہ باقی سب سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب) یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے:

سوال: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ حیات میں قرآنِ مجید کو یکجا کرنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کیا امر مانع تھا ؟

جواب تو اس کے جواب میں امام ابوسلیمان خطابیؒ وغیرہ فرماتے ہیں :

يُحْتَمَلُ اَنْ يَّكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا لَمْ يَجْمَعِ الْقُرْاٰنَ فِي الْمُصْحَفِ لِمَا كَانَ يَتَرَقَّبُهُ مِنْ وُرُوْدِ نَاسِخٍ لِبَعْضِ اَحْكَامِهِ اَوْتِلَاوَتِهِ لَمَّا انْقَضٰى نُزُوْلُهُ بِوَفَاتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْهَمَ اللهُ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِيْنَ ذٰلِكَ وَفَاءً بِوَعْدِ الصَّادِقِ بِضَمَانِ حِفْظِهِ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا فَكَانَ ابْتِدَاءُ ذٰلِكَ عَلٰى يَدِ الصِّدِّيْقِ بِمَشْوَرَةِ عُمَرَؓ ۔

(ملاحظہ ہو فتح الباری شرح صحیح البخاری للحافظ ابن حجرؒ ص ۱۲ جلد ۹)

یعنی ممکن ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو اس لیے جمع نہ کیا ہو کہ آپؐ آیات کی تلاوت یا احکام میں کسی بھی وقت نسخ کے منتظر رہتے تھے۔ جب آپؐ کی وفات سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا تو اللہ تعالےٰ نے قرآن کی حفاظت کا جو وعدہ فرمایا تھا خلفاء راشدینؓ کو اس کے اہتمام کا الہام کر کے اسے پورا کیا اور اس کارِ عظیم کا آغاز حضرت عمرؓ کے مشورے سے حضرت ابوبکرؓ کے دستِ مبارک پر ہوا۔

جمع قرآن عہدِ صدیقؓ اور عہدِ عثمانؓ میں

قرآنِ مجید کو صحف میں جمع کرنے کا عمل حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں ہوا ، چنانچہ انھوں نے کچھ تردد کے بعد حضرت عمرؓ کے اشارہ پر حضرت زید بن ثابتؓ انصاری کو اس کے جمع کرنے کا حکم دیا۔

یہ صحیفے حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد حفصہ بنتِ عمرؓ کی تحویل میں چلے گئے اس کے بعد حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی شکایت پر حضرت عثمانؓ نے ۲۵ ھ میں قرآن مجید کو یکجا کرنے کا فیصلہ کیا۔

حضرات ابوبکر اور عثمان کے جمع میں فرق

امام ابن التین فرماتے ہیں :

اِنَّ جَمْعَ اَبِيْ بَكْرٍ كَانَ لِخَشْيَةِ اَنْ يَذْهَبَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْئٌ بِذَهَابِ حَمَلَتِهِ لِاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مَجْمُوْعًا فِيْ مَوْضِعٍ وَاحِدٍ فَجَمَعَهُ فِيْ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحائف مرتبًا لآیات سورہ علی ما وقفھم علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجمع عثمان کان لما کثر الاختلاف فی وجوہ القرآن حین قرءوہ بلغاتھم علی اتساع اللغات فادی ذلک بعضھم الی تخطئۃ بعض فخشی من تفاقم الامر فی ذلک فنسخ تلک الصحف فی مصحف واحد مرتبًا لسورہ واقتصر من سائر اللغات علی لغۃ قریش محتجًا بانہ نزل بلغتھم وان کان قد وسع فی قرائتہ بلغۃ غیرھم رفعًا للحرج والمشقۃ فی ابتداء الامر فرأی ان الحاجۃ الی ذلک انتھت فاقتصر علی لغۃ واحدۃ وکانت لغۃ قریش ارجح اللغات فاقتصر علیھا۔

(فتح الباری ج۹ - ص ۲۱)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قرآن کو جمع کرنا اس خوف سے تھا کہ کہیں حاملینِ قرآن کے دنیا سے اٹھ جانے کی وجہ سے اس کا کوئی حصہ ضائع نہ ہوجائے۔ اس لیے کہ پہلے سے قرآن ایک جگہ جمع نہیں تھا۔ انھوں نے اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق آیات کی ترتیب کے ساتھ صحیفوں میں جمع کر دیا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جمع کرنا اس وقت تھا جب وجوہِ قرأت میں زبانوں کی وسعت سے بہت سارا اختلاف پیدا ہوا۔ اس بنا پر بعض لوگ بعض کو غلطی پر قرار دینے لگے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خوف لاحق ہوا کہ کہیں معاملہ بڑھ نہ جائے۔ بنا بریں انہوں نے قرآن کو متعدد صحف کی بجائے سورتوں کی ترتیب کے ساتھ ایک مصحف میں جمع کر دیا اور سب زبانوں کی بجائے صرف لغت قریش کو کافی سمجھا کیونکہ قرآن کا نزول اسی زبان میں ہوا تھا۔ اگرچہ ابتدا میں (آسانی کے لیے) اور تنگی و مشقت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رفع کی بنا پر دیگر زبانوں میں قرأت کو رواں رکھا گیا تھا جب انھوں نے یقین کر لیا کہ اب چونکہ ضرورت پُوری ہو چکی ہے اور سب سے اچھی زبان لغتِ قریش ہی ہے لہٰذا اسی پر ہی اکتفار کر لیا۔

صحف اور مصحف میں فرق

اَنَّ الصُّحُفَ الْاَوْرَاقُ الْمُجَرَّدَةُ الَّتِیْ جُمِعَ فِیْھَا الْقُرْاٰنُ فِیْ عَھْدِ اَبِیْ بَکْرٍ وَکَانَتْ سُوَرًا مُفَرَّقَةً وَکُلُّ سُوْرَةٍ مُرَتَّبَةٌ بِاٰیَاتِھَا عَلٰی حِدَةٍ لٰکِنْ لَمْ یُرَتَّبْ بَعْضُھَا اَثَرَ بَعْضٍ فَلَمَّا نُسِخَتْ رُتِّبَ بَعْضُھَا اَثَرَ بَعْضٍ صَارَتْ مُصْحَفًا۔

(فتح الباری ج ۹ : ص ۱۸)

صحف خالی اوراق کا نام ہے جن میں حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں قرآن جمع کیا گیا تھا۔ یہ صرف آیات کی باہمی ترتیب کے ساتھ علیحدہ علیحدہ ہوتی تھیں لیکن سُورتوں کی آگے پیچھے (موجودہ) ترتیب نہ تھی۔ جب ان کو نقل کر کے (موجودہ صورت میں) ترتیب دیا گیا تو وہ مصحف بن گیا۔

چنانچہ حضرت عثمانؓ نے زید بن ثابت انصاریؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ قریشی، سعید بن عاصؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن حارث بن ہشام کو اس منصوبہ کی تکمیل پر مامور فرمایا اور ساتھ ہی یہ ہدایت بھی کر دی کہ اگر تمہارے اور زید کے درمیان رسم الخط میں اختلاف پیدا ہو جائے تو لغتِ قریش کو اختیار کیا جائے۔ اسی اثنار میں ایک مرتبہ لفظ "التابوت" کی "تا" کے بارے میں باہم اختلاف پیدا ہوا تو حضرت عثمانؓ نے لہجہ قریش کے مطابق تائے مطولہ لکھنے کا حکم دیا :

قَالَ ابْنُ شِھَابٍ فَاخْتَلَفُوْا یَوْمَئِذٍ فِی التَّابُوْتِ وَالتَّابُوْہِ فَقَالَ الْقُرَشِیُّوْنَ : التَّابُوْتُ وَقَالَ زَیْدٌ التَّابُوْہُ فَرُفِعَ اخْتِلَافُھُمْ اِلٰی عُثْمَانَ فَقَالَ اکْتُبُوْہُ التَّابُوْتَ فَاِنَّہٗ نَزَلَ بِلِسَانِ قُرَیْشٍ۔

(فتح الباری ج ۹ ۔ ص ۲۰)

الغرض حضرت عثمانؓ نے قرآن پاک کے کئی ایک نسخے تحریر کروائے اور انہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف شہروں میں بھیجنے کا اہتمام کیا اور ایک نسخہ خاص طور پر اپنے لیے بھی مخصوص رکھ لیا جسے " الامام " کہا جاتا ہے۔ مگر اب تک جو جدوجہد ہوتی تھی وہ قرآن کی صحت کی ضامن نہ تھی کیونکہ عجم کے اختلاط کی وجہ سے اس میں لحن پیدا ہو گیا تھا۔ اس لیے ضرورت تھی کہ قرآن کو لحن تصحیف اور تحریف سے محفوظ کرنے کے لیے مزید اقدامات کئے جائیں۔ چنانچہ زیاد بن ابیہ نے ابو اسود دؤلی کو قرآن پر اعراب لگانے کا حکم دیا۔ تو انہوں نے انتہائی اہتمام سے اعراب کی تصحیح کی۔ ان کے بعد حجاج بن یوسف ثقفی نے قرآن پر نقط لگانے کی خدمت نصر بن عاصم کے سپرد کی جو اپنے وقت کے بہت بڑے نحوی اور قاری تھے۔ مگر اعراب اور نقط میں فرق کرنا مشکل تھا۔ کیونکہ اس وقت اعراب نقطوں کی صورت پر دیئے جاتے تھے۔ اس لیے اعراب کو سرخ سیاہی کے ساتھ ممتاز کیا گیا پھر بعد ازاں خلیل بن احمد الہلی نے اعراب اور نقط کو موجودہ شکل میں ترتیب دیا جس کے بعد سرخ سیاہی کے ذریعہ امتیاز کی ضرورت باقی نہ رہی۔ نیز حفاظتِ قرآن کا یہ سارا کام حکومت کے ذریعے انجام پایا۔ اربابِ حکومت نے علمائے وقت کو اس کی دعوت دی تو انہوں نے بخوشی اس کام کو سر انجام دیا۔ مگر علماء نے صرف اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ بعد میں بھی حفاظتِ قرآن کے کام کو جاری و ساری رکھا۔ کلمات کی تصحیح کے لیے قواعد مرتب کیے، فقہی احکامات کا استنباط کیا اور مخارجِ حروف متعین کیے۔ جن علماء نے استنباطِ احکام پر زور دیا اور اس کے لیے کام کیا انہیں فقہاء کے لفظ سے پکارا گیا۔ اور جنہوں نے اعراب کی تصحیح کا اہتمام کیا انہیں نحوی کہا گیا اور جن علماء نے الفاظ کی تصحیح کا ذمہ لیا انہیں قرّاء کہا گیا۔

چونکہ باری تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور قرآن کو آخری کتاب کے شرف سے نوازا۔ اس لیے حکمت و مصلحت کا تقاضا تھا کہ قرآنِ کریم تاقیامت محفوظ و مامون رہے۔ انسانی ہاتھ اس میں کسی قسم کی تغییر و تحریف پر جرأت نہ کر سکیں۔ اسی بنا پر اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید کی حفاظت و صیانت خود اپنے ذمہ لے لی ہے۔ ارشاد ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر: ۹)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاشبہ یہ (کتاب) نصیحت ہم نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے
نگہبان ہیں۔

خدا تعالیٰ کی اعانت اور اس کے فضل و کرم سے اس میں روزِ قیامت تک زبر، زیر کا بھی فرق واقع نہیں ہو سکتا:

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ط تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ○ (فصلت: ۴۲)

اس (کتاب) پر جھوٹ کا دخل نہ آگے سے ہو سکتا ہے نہ پیچھے سے (اور) دانا (اور) خوبیوں والے (خدا) کی اتاری ہوئی ہے۔

مقدمہ تفسیر ابنِ کثیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ مَا نَزَلَتْ مِنْ آيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللهِ إِلَّا وَأَنَا أَعْلَمُ فِيمَنْ نَزَلَتْ وَأَيْنَ نَزَلَتْ وَلَوْ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللهِ مِنِّي تَنَالُهُ الْمَطَايَا لَأَتَيْتُهُ۔

یعنی اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں ہر آیت کے بارے میں بخوبی جانتا ہوں کہاں نازل ہوئی اور کس بارے میں نازل ہوئی اگر مجھے معلوم ہو کہ کتاب اللہ کا مجھ سے بڑا کوئی جاننے والا ہے تو میں رختِ سفر باندھ کر اس کے پاس جانے کے لیے تیار ہوں۔

امام ابو عبدالرحمٰن السلمی کا بیان ہے:

حَدَّثَنَا الَّذِينَ كَانُوا يُقْرِءُونَنَا الْقُرْآنَ، كَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا وَغَيْرِهِمَا أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا تَعَلَّمُوا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَشَرَ آيَاتٍ لَمْ يُجَاوِزُوهَا حَتّٰى يَتَعَلَّمُوا مَا فِيهَا مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ، قَالُوا: فَتَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ وَالْعِلْمَ وَالْعَمَلَ جَمِيعًا

ہم سے ان لوگوں نے بیان کیا جو ہمیں قرآن پڑھاتے رہے ہیں، مثل عثمان بن عفان اور عبداللہ بن مسعود اور ان جیسے دوسرے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے، کہ وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کی دس آیتیں سیکھ لیتے تو ساتھ ہی علم وعمل کی تعلیم بھی حاصل کر لیتے، کہتے ہیں کہ: اس طرح ہم نے قرآن اور علم وعمل سب کچھ ایک ساتھ سیکھ لیا۔

پھر اس کتاب مطہر کو صرف کاغذوں کا محتاج نہیں رکھا بلکہ اس کو لوگوں کے دلوں میں استقرار بخشا جو کسی بھی الہامی کتاب کو نصیب نہ ہو سکا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (العنکبوت: ۴۹)

قرآن مجید کی کل آیات (قطع نظر از اختلافِ روایات): ۶۲۳۶، کل الفاظ: ۷۷۴۴۰، اور کل حروف: ۳۲۳۶۷۱ ہیں۔

جبکہ دوسری طرف علمائے یہود ونصاریٰ اپنی اصلی کتب کی نشاندہی سے بھی عاجز اور بے بس ہیں بلکہ اہل کتاب خود بھی اس بات کے معترف ہیں کہ اصل کتابیں ناپید ہیں۔

مذکورہ بالا بحث میں تین مشہور ومعروف الہامی کتابوں کا مفصل ذکر ہو چکا ہے۔ اب میں چاہوں گا کہ: اختصار کے ساتھ زبور کا کچھ تذکرہ ہو جائے کیونکہ قرآنِ پاک میں زبور کا ذکر صراحت کے ساتھ متعدد مقامات پر موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا[1]" پھر یہ چار معروف آسمانی کتابوں میں سے ایک ہے۔

زبور

زبور وہ آسمانی کتاب ہے جو اللہ کے پیامبر حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔

لفظ "زبور" "زبر" سے ہے جس کے معنی لکھنے کے ہیں اور فعولٌ کے کے وزن پر آتا ہے جو مفعول کے معنی میں ہے یعنی "مکتوبٌ" نیز یہ مفرد ہے اس کی جمع زُبُرٌ ہے جیسے رسولٌ کی جمع رُسُل ہے۔

امام بغویؒ فرماتے ہیں زبور وہ کتاب ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو تعلیم فرمایا تھا۔ یہ ایک سو پچاس (۱۵۰) سورتوں پر مشتمل ہے جو تمام تر دعا و تحمید و تمجید اور حق تعالیٰ کی ثنا میں ہیں کہ ان میں حلال وحرام اور فرائض حدود

[1] النساء: ۱۶۳۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکور نہیں ہیں۔ (تفسیر معالم التنزیل ج ۳ ص ۱۹۶ طبع بمبئی ۱۲۷۶ھ)

واضح رہے کہ موجودہ زبور کے بھی ایک سو پچاس ۱۵۰ ہی حصے ہیں جن کو اہلِ کتاب کی اصطلاح میں "مزبور" کہا جاتا ہے۔ مگر یہ وہ اصلی زبور نہیں ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی بلکہ محرفینِ اہل کتاب نے اس کو بہت بدل ڈالا ہے چنانچہ موجودہ زبور خود اس امر کی زندہ شہادت ہے کہ یہ سب "مزبور" حضرت داؤد علیہ السلام کے نہیں ہیں کیونکہ ان میں اگر بعض پر حضرت داؤد کا نام مذکور ہے تو بعض پر قورح کا جو نغمہ سراؤں کا استاد تھا، اور بعض پر تنوشینم کے سروں پر آصف کا، اور بعض پر گیتت کا اور بعض پر کسی کا نام نہیں ہے۔ نیز بعض مزبوروں میں ایسے واقعات کا تذکرہ ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام کے صدیوں بعد پیش آئے۔

(لغات القرآن)

امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح" میں رقم طراز ہیں:

وَقَدْ رَأَيْتُ أَنَا مِنْ نُسَخِ الزَّبُوْرِ فِيْهِ تَصْرِيْحٌ بِنُبُوَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاسْمِهٖ وَرَأَيْتُ نُسْخَةً أُخْرٰى بِالزَّبُوْرِ فَلَمْ أَرَ ذٰلِكَ فِيْهَا وَحِيْنَئِذٍ فَلَا يَمْتَنِعُ أَنْ يَكُوْنَ فِيْ بَعْضِ النُّسَخِ مِنْ صِفَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَيْسَ فِيْ أُخْرٰى"

یعنی میں نے زبور کے چند نسخے دیکھے ہیں جن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ نبوت کی تصریح موجود ہے اور زبور کا دوسرا نسخہ بھی دیکھا ہے جس میں یہ شئی موجود نہیں، تو ممکن ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفاتِ حمیدہ کا تذکرہ بعض نسخوں میں ہو اور بعض دوسرے نسخے اس سے خالی ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ